بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورة الانفال

(۸)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ

(اِنھیں اعتراض ہے کہ تم لوگوں نے یہ سب خون ریزی قیدی پکڑ کر اُن سے فدیہ لینے کے لیے کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ) کسی پیغمبر کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ اُس کو قیدی ہاتھ آئیں، یہاں تک کہ (اِس کے لیے) وہ ملک میں خون ریزی برپا کر دے۔[111] (قریش کے لوگو)، یہ تم ہو جو دنیا کا سروسامان چاہتے ہو، اللہ تو آخرت چاہتا ہے اور اللہ زبردست ہے، بڑی حکمت والا ہے۔[112] اگر اللہ کا نوشتہ پہلے نہ

[111] آیت کی ابتدا 'مَا کَانَ' سے ہوئی ہے۔ یہ اسلوب بیان الزام اور رفع الزام، دونوں کے لیے اختیار کیا جا سکتا ہے۔ یہاں یہ رفع الزام اور پیغمبر کی تنزیہہ شان کے لیے ہے۔ قریش اِس بہانے سے مدینہ پر حملہ آور ہوئے تھے کہ مسلمان اُن کے قافلۂ تجارت کو لوٹنا چاہتے ہیں۔ جب بدر میں شکست ہو گئی تو اپنی قوم کو اُس کے اثرات سے بچانے کے لیے اُنھوں نے پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ دیکھ لو، ہمارا اندیشہ غلط نہیں تھا، اِنھیں جب قافلہ لوٹنے کا موقع نہیں ملا تو اب قیدی پکڑ کر اُن سے فدیہ وصول کر رہے ہیں۔ یہ وہی طریقے ہیں جو ہمیشہ سے دنیا داروں کے رہے ہیں۔ اِس طرح کے کام خدا کے پیغمبر نہیں کرتے۔ قرآن نے یہ اُن کے اِس پروپیگنڈے کا جواب دیا ہے کہ یقیناً خدا

لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾

لکھا جا چکا ہوتا (کہ ابھی تمھیں کچھ اور مہلت دینی ہے) تو جو طریقہ تم نے اختیار کیا تھا، اُس کے باعث تم پر ایک عذاب عظیم نازل ہو جاتا[۱۱۳]۔ ۶۷-۶۸

کے پیغمبر قیدی پکڑنے اور اُن سے مال حاصل کرنے کے لیے خون ریزی نہیں کرتے، مگر کسی مقصد حق کے لیے خون ریزی پر مجبور ہو جائیں تو قیدی بھی پکڑتے ہیں اور مال غنیمت بھی حاصل کرتے ہیں تاکہ اُن مجرموں کو سزا دیں جن کے خلاف وہ جنگ کرنے کے لیے مجبور ہوئے ہیں۔ چنانچہ اِس موقع پر بھی جو خون ریزی ہوئی ہے، وہ قیدی پکڑ کر اُن سے فدیہ لینے کے لیے نہیں ہوئی، بلکہ قریش کے لیڈروں کو اُن کی سرکشی کی سزا دینے کے لیے ہوئی ہے اور اُس وقت تک ہوتی رہے گی، جب تک فتنہ باقی ہے اور دین اِس سرزمین میں سب اللہ کے لیے نہیں ہو جاتا۔ پیغمبر کی طرف سے اتمام حجت کے بعد اب وہ اِسی کے مستحق ہیں۔

۱۱۲؎ یہ نہیں فرمایا کہ نبی اور اُس کے پیرو اہل ایمان آخرت کے طلب گار ہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ اللہ آخرت چاہتا ہے۔ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے وضاحت فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''... اِس سے مقصود اِس حقیقت کا اظہار ہے کہ نبی اور اہل ایمان کے ہاتھوں جو کچھ یہ ہو رہا ہے، یہ اُن کی اپنی مرضی سے نہیں ہو رہا ہے، بلکہ اللہ کی مرضی اور اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے۔ نبی اور اہل ایمان کی حیثیت اِس سارے کام میں محض آلہ اور واسطہ کی ہے۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں، یہی عین اللہ کا ارادہ اور اُس کی مرضی ہے۔ اللہ کی مرضی اپنے بندوں کے لیے یہ ہے کہ وہ ہر کام آخرت کو اپنا نصب العین بنا کر کریں تو نبی اور اُس کے ساتھیوں کا کوئی اقدام اللہ کی مرضی کے خلاف کس طرح ہو سکتا ہے۔ گویا بدر اور اِس سلسلہ کے تمام اقدامات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لے لی۔ آخر میں فرمایا کہ اللہ عزیز و حکیم ہے۔ وہ جو ارادہ فرماتا ہے، اُس کو کوئی روک نہیں سکتا اور اُس کا ہر ارادہ عدل و حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ اب تم جو ژاژ خائی کرنا چاہتے ہو، کرتے رہو۔'' (تدبر قرآن ۳/۵۱۱)

۱۱۳؎ اشارہ ہے اُس طریقے کی طرف جو پیغمبر اور اُس کے ساتھیوں کو گھروں سے نکالنے، اُنھیں تعذیب کا نشانہ بنانے اور مدینہ میں اُن کا تعاقب کر کے اُنھیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی صورت میں قریش نے اختیار کر رکھا تھا۔ اِس کے لیے اصل میں لفظ 'اَخذ' آیا ہے۔ یہ لینے، پکڑنے، اختیار کرنے، کسی ڈھب کو اپنانے وغیرہ سب مفاہیم کے لیے آتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کا شکر ادا کرو کہ تمھارے قیدی پکڑے گئے اور اُنھیں فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا، ورنہ حق تو یہ تھا کہ تمھارے جرائم کی پاداش میں تم پر وہ فیصلہ کن عذاب اِسی موقع پر نازل کر دیا جاتا جو پیغمبروں کے منکرین

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾
يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾ وَاِنْ
يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾

سو (مسلمانو، تم اِن کے اعتراضات کی پروانہ کرو اور فدیہ لے کر) جو مالِ غنیمت تم نے حاصل کیا ہے، اُس کو حلال وطیب سمجھ کر کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔[114] ۶۹

اے پیغمبر، تمھارے قبضے میں جو قیدی ہیں، اُن سے کہہ دو کہ اللہ تمھارے دلوں میں کوئی خیر دیکھے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے، اُس سے بہتر تم کو عطا فرمائے گا[115] اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا۔ (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے۔ اور اگر یہ بدعہدی کرنا چاہتے ہیں (تو اِن سے بعید نہیں ہے)، اِس لیے کہ اِس سے پہلے اِنھوں نے خدا سے بدعہدی کی ہے۔[116] چنانچہ (اِسی کا نتیجہ تھا کہ) اللہ نے تم کو اِن پر قابو دے دیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے، وہ بڑی حکمت والا ہے۔[117] ۷۰-۷۱

پر نازل کیا جاتا ہے اور تمھاری پوری قوم اِس طرح مٹا دی جاتی کہ اُس کا نام ونشان بھی زمین پر باقی نہ رہتا۔

۱۱۴؎ یعنی جو چیز حلال وطیب ہے، اُسے بغیر کسی تردد کے کھاؤ برتو، لیکن اِس بات سے ڈرتے رہو کہ کسی ایسی چیز میں آلودہ نہ ہو جاؤ جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ اِس کے باوجود چھوٹی موٹی کوئی غلطی یا کوتاہی ہو گئی تو مطمئن رہو، اللہ غفور ورحیم ہے۔

۱۱۵؎ یعنی حق وانصاف کی نگاہ سے اِس سارے معاملے پر غور کرنے کا رجحان اور قبولِ حق کے لیے آمادگی دیکھے گا تو اُس کی رحمت اور توفیق تمھاری طرف متوجہ ہو گی اور اِس فدیے سے کہیں بڑھ کر، جو تم سے لیا گیا ہے، وہ تمھیں اسلام کی نعمت عطا فرمائے گا جس کا صلہ خدا کی ابدی جنت ہے۔

۱۱۶؎ یہ اُس بدعہدی کی طرف اشارہ ہے جو قریش نے ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کیے ہوئے حرم اور اُن کی ملت کے معاملے میں کی۔ وہ اِس گھر کے متولی اور ملتِ ابراہیمی کے داعی اور علم بردار بنائے گئے تھے، مگر اُنھوں نے توحید

کے بجاے شرک اختیار کیا اور اُس معبد کو جو دنیا والوں کے لیے توحید کے مرکز کی حیثیت سے بنایا گیا تھا، اپنے سیاسی مفادات کے لیے بت کدے میں تبدیل کر دیا۔

۱۱۷؎ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور بدر کے قیدیوں کو دھمکی ہے کہ بدعہدی کریں گے تو خدا پھر اِنھیں تمھارے قابو میں دے دے گا اور جو سزا اِس وقت اِنھیں دی گئی ہے، یہ اُس سے بڑی سزا پائیں گے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com